ہشام بن الحکم

جلیل القدر صحابی امام جعفر صادقؑ

مولانا سید علی حیدر صاحب طاب ثراہ

نام ونسب اور ابتدائی حالات:۔آپ کا نام ہشام اور کنیت ابو محمد ہے ۔باپ کا نام حکم تھا جن کے حالات نہیں ملتے ۔ہشام کا سنہ ولادت بھی پیش نظر کتابوں میں مذکور نہیں ہے اور ایسا ہونا بعید بھی نہیں کیونکہ ولادت کے وقت کسے معلوم تھا کہ یہ لڑکا علمی دنیا میں روشن ستارہ بن کر چمکے گا تا کہ تاریخ ولادت وغیرہ ضبط کی جاتی۔

شہر کوفہ میں ایک قبیلہ کندہ تھا جس کی طرف منسوب ہونے سے آپ کندی کہے جاتے ہیں اور اسی شہر کے محلہ بنی شیبان میں آپ کا مکان تھا اور یہی شہر مسقط الراس بھی ہے ۔لیکن پیدا ہونے کے کچھ دنوں بعد کوفہ سے قریب عراق کے ایک دوسرے شہر واسط میں آنا ہوا اور یہیں بچپن کا زمانہ بسر کیا جہاں مستقل سکونت اختیار کر لی سن رشد پر پہونچنے کے بعد اس زمانہ کا شریف ترین پیشہ اختیار کیا اور بغداد کے محلہ کرخ میں آپ کی تجارت ہونے لگی بعد از اں تجارت نے اتنی ترقی کی کہ بغداد میں چلے آئے اور قصر وصناح کے حوالی میں رہنے لگے۔

ابتدائی مذہب:۔دوسری صدی ہجری کے وسط میں چونکہ سلاطین بنی عباسیہ کے علمی ذوق سے مختلف زبانوں سے حکمت وفلسفہ ومذاہب مخالفین کی کتابیں عربی زبان میں ترجمہ کی گئیں لہٰذا مذہب اسلام اس سادگی پر باقی نہ رہا مسلمانوں میں مذہبی آزادی کے ساتھ فلسفیانہ خیالات کی اشاعت ہونے لگی جس کے سبب سے اسلامی مسائل و معتقدات پر رد وقدح کا دروازہ کھل گیا اور مناظرہ ومباحثہ کا بازار گرم ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح کسی بادشاہ کے ضعیف اور مغلوب ہوجانے سے اس کے ملک میں طوائف الملوکی پیدا ہوجاتی ہے اسی طرح اسلام میں بھی نت نئے اعتقادات اور جدید مذاہب کا ظہور ہونے لگا اور جس شخص نے چاہا ایک فرقہ علٰحدہ کر کے اس کا اپنا ایک نام دے دیا۔

مذہب کے اسی پر آشوب زمانے میں ہشام بن الحکم کوفہ میں پیدا ہوئے جو پہلے مذہب جہمی رکھتے تھے مگر چونکہ ذہن وذکا میں فرد تھے اس مذہب کی خرابی محسوس کر رہے تھے یا اس پر ایسا اعتماد تھا کہ ہچومن دیگرے نیست کا خیال تھا جس سے چاہا کہ امام وقت کو مغلوب ومجوج کریں غرض کسی وجہ سے ہو یہ خدمت جناب امام جعفر صادقؑ میں حاضر ہوئے ان کی تیزی اور ذکاوت ایسی تھی کہ عمر بن یزید جو ہشام کا بھتیجہ تھا بیان کرتا ہے کہ ''ہشام نے مجھ سے کہا کہ مجھے امام ابو عبداللہ جعفر صادقؑ کے پاس لے چلو تا کہ ان سے مناظرہ کروں میں نے اس کا ذکر اپنے والد سے کیا کہ چچا ایسا کہتے ہیں انھوں نے کہا جب تک حضرت امامؑ سے اجازت نہ لے لو ان کو وہاں نہ

لے جاؤ پس میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہشام کو حاضر کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت نے اجازت دی پس یہ سن کر میں وہاں سے اٹھا اور چند قدم آیا تھا کہ مجھے ہشام کا بیہودہ اور بے ادبی سے کلام کرنا اور اپنے سامنے ان کا کسی کو خیال نہ کرنا یاد آ گیا میں ڈرا کہ کہیں وہ حضرت سے آ کر بے ادبانہ کلام نہ کرے پس میں حضرت کی خدمت میں واپس گیا فَحَدَّثْتُهُ رَدَائَتَهُ وَ خُبْثَهُ فَقَالَ لِیْ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا عُمَرُ تَتَخَوَّفُ عَلَیَّ فَخَجِلْتُ ۔یعنی ہم نے حضرت سے مکرر واپس آ کر عرض کیا کہ یا حضرت یہ شخص نہایت خبیث اور ردی ہے جس پر حضرت نے فرمایا کیا تم ہم پر خوف کرتے ہو جس سے میں شرمندہ ہوا۔غرض ہشام حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے اس سے ایک مسئلہ پوچھا جس کے جواب سے وہ عاجز آ گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا تب اس نے حضرت سے چند روز کی مہلت لی جب کسی سے جواب نہ مل سکا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے خود اس کا جواب بتایا جس سے اس کی تشفی ہوئی پھر آپ نے دوسرا سوال کیا جس کے جواب میں وہ اسی طرح مبہوت ہو گیا تب تیسری بار چاہا کہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا فلاں وقت اس کو حیرہ میں لاؤ جو کوفہ کا ایک محلہ ہے وہاں آپ نے اس کا جواب دیا کہ وہ مستبصر ہوا فَانْصَرَفَ هِشَامُ اِلیٰ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ علیہ السلام وَ تَرَکَ مَذْهَبَهُ وَ دَانَ دِیْنَ الْحَقِّ وَ فَاقَ اَصْحَابَ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ کُلِّهِمْ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ۔اور اپنے مذہب باطل کو چھوڑ کر دین حق میں داخل ہوا اور حضرت کے سب اصحاب پر فوق لے گیا۔''

رجال کشی ص ۱۶۶

یہ ہے ان کا ابتدائی حال کہ پہلے جہمی تھے اور تجسم خداوند عالم کے قائل تھے جس میں ان کو ایسا غلو تھا کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت امامؑ کو اپنے زور تقریر سے قائل کر دیں گے مگر خدا نے انکی ہدایت کی اور صحبت امامؑ کی برکت سے راہ حق پر آئے اور جہمی سے ان کے اقبال علمی کا ستارہ چمکا اور علم کلام کے ایک ہیرو بن گئے۔

لیکن علماء متکلمین اہلسنت کو اشتباہ ہوا کہ انھوں نے آپ کا ابتدائی مذہب تجسیم اور تشیع لکھا ہے یعنی خداوند عالم کے صاحب اعضاء و اجسام ہونے کے معتقد تھے لہٰذا مجسمہ تھے اور حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کی امامت کے قائل اور خلفائے ثلاثہ و بنی امیہ و بنی عباسیہ کی خلافت کے منکر و مبطل تھے لہٰذا شیعہ تھے اور اسی آخری عقیدہ کے سبب سے لوگوں نے آپ کو ابتدا ہی سے فرقہ شیعہ میں شمار کیا ہے حالانکہ اصلیت کے خلاف ہے کیونکہ پہلے وہ جہمی تھے یعنی حقیقت خلفائے ثلاثہ کے ساتھ مذہب جہم کے پیرو تھے بہ برکت ہدایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام شیعہ ہوئے لہٰذا یہ ان حضرات کی فاش غلطی ہے کیونکہ اسلامی فرقے جس طرح خلافت اور عبادت میں آپس میں مختلف ہیں اسی طرح الٰہیات میں بھی مختلف ہیں مثلاً اشاعرہ اور معتزلہ دونوں مقابل کے فرقے تھے اور آپس میں سخت مخالفت بلکہ عداوت تھی لیکن یہ مخالفت الٰہیات وغیرہ تک محدود تھی خلافت و امامت میں دونوں متفق یعنی سنی تھے۔اسی طرح شیعہ اور معتزلہ امامت و خلافت میں مختلف ہیں لیکن الٰہیات میں قریب قریب متفق

ہیں یا ان دونوں فرقہ اہل حدیث وحنفی گو بمقابل شیعہ متفق یعنی سنی ہیں لیکن عبادات وغیرہ میں آپس میں نہایت درجہ مختلف ہیں کہ ایک فرقہ تقلید کا قائل ہے دوسرا اسے حرام جانتا ہے لہٰذا محض اعتقاد خلافت کے سبب سے کسی وہابی کو فرقہ حنفی میں شمار کر دینا کس طرح معقول ہوسکتا ہے اسی طرح ہشام بن الحکم جب (انھیں متکلمین کے خیال کی بنا پر) شروع میں تجسیم کے قائل تھے تو ان کا شمار شیعوں میں کس دلیل سے ہوسکتا ہے اس لئے کہ مذہب تشیع محض حضرات ائمہ طاہرینؑ کی امامت کے ہی اعتقاد کا نام نہیں ہے بلکہ بہت سے معتقدات کے مجموعہ کا اسم ہے جس میں خداوند عالم کے منزہ عن الجسم والجسمانیات ہونے کا اعتقاد بھی ویسا ہی داخل ہے جیسا کہ حضرات ائمہ طاہرینؑ کی امامت کا اعتقاد اور ظاہر ہے انتفاء جزء سے کل بھی (مِنْ حَيْثُ اِنَّهٗ هُوَ الْكُلُّ)
منتفی ہوجاتا ہے پس جو شخص خدا کو جسمانی اعتقاد کرتا ہو اس کو شیعہ شمار کرنا کیسی ناواقفیت ہے۔

یہ تقریر تو ہشام کے مجسمہ تسلیم کرنے کی بنا پر تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا مجسمہ ہونا بھی قابل وثوق اور موجب اطمینان ذرایع سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ کتب علم کلام کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف مخالفین اور معاصرین کو مجوج کرنے کے لئے مختلف مواقع میں کچھ اس انداز سے کلام کئے جن سے لوگوں کو آپ کے متعلق دھوکہ ہوا اور غلطی سے آپ کی طرف تجسیم کی نسبت کر دی۔ چنانچہ عماد الملۃ والدین غفرانمآب مولانا السید دلدار علی صاحب اعلی اللہ مقامہ کتاب عماد الاسلام جلد توحید ص ۲۰۹ میں تحریر فرماتے ہیں ''ہشام بن الحکم کی طرف علمائے مخالفین نے مجسمہ ہونے کی جو نسبت دی ہے اس کی حقیقت حال یہ ہے جس کو جناب علم الہدیٰ سید مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب شافی میں تحریر فرمایا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ لوگوں نے ہشام کا یہ قول نقل کیا ہے اِنَّهٗ جِسْمٌ لَا كَالْاَجْسَامِ یعنی خدا کا جسم ہے لیکن ایسا جسم جو تمام جسموں کے خلاف اور سب سے مغائر پس یہ قول تو ایسا ہے جو نہ تشبیہ ہے اور نہ کسی اسلامی عقیدہ اصولیہ کا توڑنے والا اور نہ کسی فرع اسلام پر اس سے اعتراض ہوسکتا ہے زیادہ سے زیادہ اس میں یہی خرابی نکالی جاسکتی ہے کہ انھوں نے تعبیر میں غلطی کی پس اس تعبیر کا غلط یا درست ہونا تو لغت کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے یعنی علم لغت ہی سے اس کا فیصلہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح خدا کی ذات کو کہتے ہیں کہ اس کا وجود ہے لیکن ایسا وجود نہیں جیسا دنیا کی اور چیزوں کا وجود ہوتا ہے بلکہ ہر وجود سے مخالف اور سب کا مغائر اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہ خدا کا جسم ہے لیکن ایسا جسم نہیں جیسا دنیا کی چیزوں کا ہوتا ہے بلکہ ہر جسم سے مخالف اور سب کا مغائر پس جس طرح خدا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ خدا کی ذات یا خدا کا وجود یا خدا کی ہستی ہے ان الفاظ سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کی ایسی ذات یا ایسا وجود یا ایسی ہستی ہے جو سب سے نرالی اور سب کے مخالف ہے اسی طرح ہشام کہتے ہوں گے کہ خدا کا جسم ہے لیکن ایسا جسم جو تمام اجسام کے خلاف ہے جس سے ان کی مراد خدا کی ہستی یا ذات یا وجود ہی تھا پس یہ صرف لفظ کا اختلاف ہے اور مسلم ہے کہ لَا مُشَاجَةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ کسی

مقصود کے لئے کسی خاص لفظ کے وضع کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اعتراض اس وقت پیدا ہوتا جب ہشام اس امر کے قائل ہوتے کہ خدا کے اجسام ایسے ہیں جیسے آدمیوں یا جانوروں کے ہوتے ہیں یا ایسے افعال واوصاف خدا کے قائل ہوتے جن سے خدا کا جسم یا جسمانی ہونا ثابت ہوتا جیسا کہ دوسرے مجسمہ فرقہائے اسلام کے عقائد کی کیفیت ہے(۱)۔ یہ تقریر تو اس تقدیر پر تھی کہ واقعاً ہشام کو قائل جسمیت خدا فرض کر لیں لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ ہمارے اور حضرات اہلسنت کے اکثر علمائے متکلمین کہتے ہیں کہ ہشام جسمیت خدا کے قائل نہ تھے بلکہ انھوں نے معتزلہ کو عاجز کرنے کے لئے برسبیل معارضہ ان پر اس قول کو وارد کیا تھا اور بطور الزام ان سے کہا تھا کہ اِذَاقُلْتُمْ اِنَّ الْقَدِیْمَ تَعَالیٰ شَیئٌ لَا کَالْاَشْیَاءِ فَقُوْلُوْ اِنَّهٗ جِسْمٌ لَا کَالْاَجْسَامِ یعنی جب تم لوگ اس امر کے معتقد ہو کہ خداوند عالم ایک چیز ہے لیکن دوسری چیزوں کے مثل نہیں تو پھر اس کا بھی اعتقاد کیوں نہیں رکھتے کہ خدا ایک جسم ہے لیکن دوسرے جسموں کے مثل ونظیر نہیں یعنی تم لوگ جب شیئیت خداوند عالم کا اعتقاد رکھنے میں کوئی خرابی نہیں سمجھتے تو جسمیت خداوند عالم کا اعتقاد رکھنے میں بھی کوئی خرابی نہیں ہے لہذا اس کا بھی اعتقاد کیوں نہیں رکھتے اور اس

---

(۱) جیسے شمس العلماء مولوی شبلی صاحب مسلمانوں کے مجسمہ فرقوں کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عقائد میں جس طرح درجہ بہ درجہ تغیر ہوتا جاتا تھا اس کو ہم ایک خاص مسئلہ کی مثال میں بیان کرتے ہیں۔

پہلا درجہ۔ خدا جسمانی ہے، عرش پر متمکن ہے اس کے ہاتھ ہیں منہ ہیں، خدا نے آنحضرتؐ کے دوش مبارک پر ہاتھ رکھ دیا تو آنحضرتؐ کو ہاتھوں کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔

دوسرا درجہ۔ خدا جسمانی ہے اس کے ہاتھ ہیں منہ ہے ساق ہے لیکن یہ سب چیزیں ایسی نہیں ہیں جیسی ہماری ہیں۔'' علم الکلام ص ۱۵

یا جیسے علامہ ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ مسمی بہ رحلہ ابن بطوطہ مصر صفحہ ۷۵ میں علمائے دمشق کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''دمشق میں علمائے حنابلہ کے سرآمد اور سردار علامہ ابن تیمیہ تھے جو نہایت کبیر الشان ہیں اور بہت سے علوم جانتے ہیں مگر ان کی عقل میں فتور ہے چنانچہ ایک جمعہ کو ہم ان کی مجلس وعظ میں شریک ہوئے تو ابن تیمیہ نے اثنائے وعظ میں بیان کیا کہ خدا عرش سے آسمان دنیا پر اس طرح اترتا ہے جس طرح ہم اترتے ہیں یہ کہہ کر اوپر کے زینہ سے اتر کر دوسرے زینہ پر یہ کہتے ہوئے چلے آئے کہ اسی طرح خدا ابھی آسمان پر عرش سے اترتا ہے۔'' یا جیسے علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب ملل ونحل میں لکھتے ہیں ''وَمَثَلُ مُضَرْ کَهْمِشْ وَ اَحْمَدُ الْهَجِیْمِیْ وَ غَیْرِ هِمْ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ قَالُوْا مَعْبُوْدُهُمْ صُوْرَةٌ ذَاتُ اَعْضَاءٍ وَ اَبْعَاضٍ اِلَخْ۔ یعنی مضر وکہمش واحمد ہجیمی وغیرہ اہلسنت اس امر کے قائل ہیں کہ ان کا معبود صورت دار ہے جس کے اعضاء بھی ہیں اور اجزاء بھی روحانی ہوں یا جسمانی وہ انتقال بھی کر سکتا ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جائے بلندی پر چڑھ سکتا ہے پستی میں اتر سکتا ہے استقرار وتمکن بھی اس کو حاصل ہے ان کی حکایت کو اشعری محمد بن عیسیٰ سے ناقل ہیں کہ مضر وکہمش واحمد ہجیمی خدا کے چھونے اور اس کے ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو اور یہ کہ خالص مسلمان خدا سے معانقہ کرتے ہیں دنیا اور آخرت میں۔ کعبی بعض لوگوں سے یہ حکایت نقل کرتا ہے کہ وہ لوگ اسی دنیا میں خدا کی زیارت کرتے

امر سے معمولی عقل والا شخص بھی واقف ہے کہ جو شخص اپنے مخالف سے بطور الزام و معارضہ کوئی بات کہے یا اس پر کوئی اعتراض وارد کرے یا اس سے کسی امر کو دریافت کرے تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ وہ شخص اس قول یا سوال کا خود معتقد بھی ہے یا وہ اس کا دین و مذہب ہے۔

خلاصہ یہ کہ کسی کا وہی مذہب نقل کرنا چاہیے جو خود صاحب اپنی زبان یا تقریر و تحریر سے ظاہر کرے یا جسے اس کے اصحاب و پیرو بیان کریں یا معتمد علیہ اور موثوق بہ حضرات ایسے طریقہ سے نقل کریں جس سے اطمینان ہو سکے کہ ان لوگوں کو اس کا مذہب سمجھنے میں کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے برخلاف اس کے اگر اس شخص کے مخالفین سے اس کے مذہب کو دریافت کیا جائے گا تو دنیا میں کوئی مذہب بھی اپنی اصلی صورت میں نہیں معلوم ہو سکتا کیونکہ واضح ہے مخالف تو بدنما عنوان سے بیان ہی کرے گا اور چونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ وہ پہلے جہمی تھے لہٰذا جو اقوال ان کے دربارۂ تجسم تھے وہ قبل کے تھے۔ علماء اہلسنت کو ایک شخص جو ایسا مل گیا کہ وہ شیعوں میں قائل بہ تجسیم ہے اس لئے بڑی آب و تاب سے کہا اور یہ نہ سمجھے کہ یہ اعتقاد ان کا قبل تشیع کا ہے یا بعد کا۔

علاوہ برایں بہت سی ایسی دلیلیں موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہشام ہرگز ان عقائد باطلہ کے معتقد نہ تھے چنانچہ ایک موقع پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا لَاتَزَالُ يَا هِشَامُ مُؤَيَّدًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَانَصَرْتَنَابِلِسَانِكَ کہ ہشام تم جب تک ہمارے دین اسلام کی نصرت اپنی زبان سے کرتے رہو گے اس وقت تک خداوند عالم کی مدد تمھارے شامل حال رہے گی اسی طرح جب ہشام ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں بہت سے علماء کبار اور مشائخ عظام مذہب شیعہ کے جمع تھے حضرت نے ہشام کو ان کل حضرات پر رفعت دی اور اپنی بغل میں بٹھایا حالانکہ اس وقت ہشام کو ان علماء واصحاب حاضرین سے سن میں سب سے چھوٹے تھے بعد ازآں حضرت نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر اور ہشام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا هٰذَانَاصِرُنَابِقَلْبِهٖ وَيَدِهٖ وَلِسَانِهٖ۔ یہ ہم

بقیہ حاشیہ ص ۴۰: ہیں اور خدا ان کی زیارت کرتا ہے اور داؤد جوالی سے حکایت ہے کہ وہ لوگوں سے کہتا تھا خدا کے جس عضو کو چاہو پوچھو صرف اس کی داڑھی اور فرج (علامت رجولیت یا اناثیت) کے سوال سے معاف رکھو۔ یہ بھی اس کا مقولہ ہے کہ خدا کے جسم بھی ہے گوشت بھی ہے خون بھی ہے اور اعضاء و جوارح بھی ہیں۔ ہاتھ پیر سر زبان آنکھیں کان سب ہیں۔۔۔ خدا سینہ تک کھوکھلا اور سینہ سے نیچے ٹھوس ہے اسکے کانوں تک سیاہ گھونگر والے بال ہیں۔۔۔ خدا کی آنکھیں دکھنے آئیں تو ملائکہ نے اس کی عیادت کی۔ طوفان نوحؑ پر خدا اسقدر رویا کہ اس کی آنکھیں جوش کر آئیں۔ عرش پر خدا بیٹھتا ہے تو اس کے بوجھ سے عرش چرا اٹھتا ہے اور عرش کے چاروں طرف سے خدا کا جسم چار چار انگل باہر لٹکتا رہتا ہے یہ تمام تفصیل ملل ونحل شہرستانی میں ہے اور یہ سب عقائد فرقۂ مجسمہ کے ہیں جن سے تجسیم کی حقیقت واضح ہوتی ہے اور جس میں نہ کوئی تاویل ہو سکتی ہے اور نہ کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجائش نکلتی ہے۔ پس ہشام بن الحکم کے متعلق تو کسی نے بھی اس قسم کے عقیدہ کا ذکر نہیں کیا ہے اور نہ کوئی ایسی صفت خداوند عالم نقل کی ہے جس سے خدا کا جسم یا عضو ثابت ہو پھر کیونکر اس امر کا دعویٰ ہو سکتا ہے کہ ہشام کا مقصود جسم خدا کہنے سے ذات، ماہیت اور وجود خدا کے سوا بھی کچھ تھا۔ مؤلف

لوگوں کے ناصر ہیں اپنے دل سے، اپنے ہاتھ سے اور اپنی زبان سے اسی طرح ایک موقع پر فرمایا ھِشَامُ بْنُ الْحِکَمِ رَائِدُ حَقِّنَا وَ سَائِقُ قَوْلِنَا الْمُؤَیِّدُ لِصِدْقِنَا اَلدَّافِعُ لِبَاطِلِ اَعْدَائِنَا فَمَنْ تَبِعَهٗ وَ تَبِعَ اَمْرَهٗ تَبِعَنَا وَ مَنْ خَالَفَهٗ وَ اَلْحَدَ فِیْهِ فَقَدْ عَادَانَا وَ اَلْحَدَ فِیْنَا یعنی ہشام بن الحکم ہم لوگوں کے حق کے طلب کرنے والے اور ہم لوگوں کی تعلیمات کے شایع کرنے والے، ہمارے صدق کی تائید کرنے والے ہمارے دشمنوں کے باطل کے دفع کرنے والے ہیں پس جو ان کا اور ان کے امر کا تابع ہوا اس نے ہماری بیعت کی اور جس نے اس کی مخالفت کی اور ان کے بارے میں ملحد ہوا اس نے ہم سے دشمنی رکھی اور ہمارے بارے میں ملحد ہوا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی دلیلیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ مباحثہ و مناظرہ اور غور وفکر میں لوگوں کو ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے رہتے تھے اور ان سے ملاقات کرنے اور ان کے مناظرات ومباحثات سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب و تحریص کرتے رہتے تھے پس جب آپ کی یہ جلالت قدر ہو تو کسی فہمیدہ شخص کو کیونکر تو ہم ہوسکتا ہے کہ ہشام جسمیت خدا کے قائل تھے اس لئے کہ اگر واقعاً وہ ایسے تھے تو پھر کل اعتراضات دراصل حضرت صادقؑ پر وارد ہوتے ہیں کہ کیونکر حضرت ایسے گمراہ شخص کی بیعت کی تعلیم لوگوں کو دیتے اور ان سے علوم حکمت و کلام حاصل کرنے کی تاکید فرماتے تھے بلکہ خود رسول اللہ پر کہ آپ نے ایسے حضرات کے ساتھ تمسک کا حکم دیا اسی طرح علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مخالفین کے ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد جن سے وہ لوگ ہشام کو عقیدۂ جسمیت خدا کے ساتھ متہم کرتے ہیں تحریر فرماتے ہیں لا ریب فی جلالۃ قدر الهشامین و برائتهما عن هذین القولین۔ یعنی ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم کی جلالت قدر میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا اور بلاشک وریب وہ حضرات ان عقائد تجسیم وتشبیہ سے بری تھے اور ہرگز اس قسم کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اسی سبب سے جناب مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے نہایت شدومد سے ان کو اس عقیدہ سے بری ثابت کیا ہے اور ایسے دلائل و براہین عقلیہ ونقلیہ اس پر نقل فرمائے ہیں جن کے دیکھنے کے بعد اس اعتراض کے محض تہمت و بہتان ہونے میں کوئی شبہہ نہیں رہتا۔ پس بظاہر اس غلط شہرت کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں علماء متکلمین ان کے مناظرات ومباحثات سے مغلوب ہوکر ان کے سخت مخالف ہو گئے تھے اور ان کے شیعہ تبرائی ہونے نے ان لوگوں کے بغض وعناد کو اور بھی بڑھا دیا تھا لہٰذا صرف بدنام کرنے کے لئے ان دونوں قولوں (تجسیم اور تشبیہ) کو ان کی طرف منسوب کر دیا جیسا کہ انھیں کی طرح بہت سے غلط امور جناب زرارہ اور دوسرے اکابر محدثین کی طرف بھی منسوب کر دئے گئے تھے اگر چہ ہم کو اس امر سے بھی انکار نہیں ہے کہ ممکن ہے ان لوگوں نے عمداً اور تعصب سے امر کو شہرت نہیں دی ہو بلکہ غلط فہمی ہو گئی ہو کیونکہ جن لوگوں نے منشاء عقیدہ تجسیم کو ذکر کیا ہے وہ ان کا صرف یہ قول بیان کرتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ جِسْمٌ لَا کَالْاَجْسَامِ وَ صُوْرَةٌ لَا کَالصُّوْرَةِ کہ خدا جسم ہے لیکن ہر جسم سے مخالف اور صورت ہے مگر ہر صورت سے مغائر۔ پس اگر انھوں نے اس قول کو اپنے مختار کے طور کہا بھی ہو تو شاید ان کا مقصود جسم سے ایک حقیقت بالذات اور صورۃ سے ماہیۃ رہا ہو اور اس میں

کوئی کلام نہیں کہ خدا حقیقتاً قائم بالذات ہے اور اس کی کوئی ماہیت بھی ہے۔ پس یہ تو عین عقیدہ اسلام اور تعلیم ایمان ہے۔

لیکن ان بیانات سے اطمینان نہ ہو جب بھی ہشام موردِ طعن قرار نہیں پا سکتے کیونکہ مسلم ہے کہ وہ ابتدائی عرصہ تک اپنے ہی کسب کردہ علم و عقل پر عمل کرتے رہے پس اسی زمانہ میں ممکن ہے اپنی سمجھ سے یا اپنے اساتذہ کی تعلیمات کے اثر سے تجسیم و تشبیہ کے شبہ میں بھی مبتلا رہے ہوں یہاں تک کہ بخت بیدار نے کسی تقریب سے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں پہنچایا اور جب علم و حکمت، معرفت و حقیقت کے اس بحر ذخار کے سامنے اپنے علم کو مثل جز و قطرہ کے پایا تو اپنے ان عقائد باطلہ سے توبہ کر کے مومن کامل اور شیعہ خالص قرار پائے اور صحبت و شاگردی حضرت امامؑ کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ پس کسی شخص کے ترک کردہ عقیدہ کو بعد میں بھی اس کی طرف نسبت دیتے رہنا کیونکر معقول ہو سکتا ہے ورنہ پھر جتنے جلیل القدر حضرات ابتدائے اسلام سے اس وقت تک کفر ترک کر کے حلقۂ اسلام میں داخل ہوتے رہے ہیں وہ بھی اپنے سابق کفر کے سبب سے موردِ طعن و تشنیع قرار پا جائیں گے اور پھر یہ سلسلہ بہت دور تک پہونچ جائے گا۔

اس کشمکش اور سراسیمگی کے درمیان اسلامی حلقے کی تازہ تحریک خصوصاً مجاہد علماء اور پختہ عزم روشن خیال حضرات کی کوششوں سے مختلف اسلامی ملکوں میں وسیع مذہبی تنظیمیں بنیں جنھوں نے ان دو خطرناک رجحانات کے مقابلے پر ڈٹ کر جوانوں کے سامنے زندگی کا فلسفہ اور اس کے نصب العین کی وضاحت کی اور انھیں اسلامی قدروں سے روشناس کرایا۔ ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوانوں میں فرنگی قابی کی جو تباہ کن لہر چل پڑی تھی اس پر روک لگ گئی اور انھیں اخلاقی گراوٹ سے بچا لیا گیا، اس نسل کے کھنڈرات پر ایمان کی نئی عمارت کھڑی ہوئی، جوانوں کا شعور پروان چڑھا اور نئی پود مشرق و مغرب کی سامراجی طاقتوں اور ان کے اندرون ملک کارندوں کے باوجود ساری دنیائے اسلام میں اسلامی تحریکوں کی طاقت ور پشت پناہ ثابت ہوئی، اہل انقلاب اور اسلامی معاشرے کی معمار بنی۔		(جاری۔۔۔)

❀❀❀